خوش آئند اقدام!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

حق و باطل اور خیر وشر کا تقابل، تضاد وتصادم روزِ ازل سے چلا آرہا ہے۔ ہر رخ کے پیروکار اپنے اپنے رخ پر لگاتار مصروفِ عمل چلے آرہے ہیں۔ ایک طرف حضرات انبیاء کرام علیہم السلام‘ اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ سے ملانے کے لیے آتے تھے تو دوسری طرف اللہ تعالیٰ کے بندوں کو اللہ تعالیٰ کے راستہ سے دور کرنے اور ہٹانے والے کفار بھی رہے ہیں۔ ایک طرف حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم جیسے خلفاء راشدین اور اُن کے متبعین تھے تو دوسری طرف ابولہب، ابوجہل، عتبہ، شیبہ اور ان کے نائبین بھی رہے ہیں۔

سب جانتے ہیں کہ اس وقت بے دین، بددین، ملحدین، مغربی تہذیب کے دل دادہ، کفار کے اشارۂ ابرو پر ناچنے والے شر پسند عناصر سب متحد و منظّم ہوچکے ہیں اور اپنے مغربی ایجنڈے کو پاکستانی قوم پر مسلط کرنے کی تگ ودو اور کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ دوسری طرف منبعِ خیر دینی، سیاسی و مذہبی جماعتیں اور تنظیمیں بکھری ہوئی اور الگ الگ راستوں اور شاہراہوں پر چل رہی تھیں۔ ظاہر ہے کہ اس طرح تو کوئی بھی جماعت یا تنظیم انفرادی طور پر منزل مقصود نہیں پاسکتی تھی، کیونکہ منظّم شر کا مقابلہ منظّم خیر سے ہی ہوسکتا ہے۔ علمائے کرام کے ہاتھ میں قرآن کریم اور سنتِ رسول اللہ ؐ ہے اور مقابل میں مغربی تہذیب ہے جو سراسر جہل اور ہوا و ہوس پر مبنی ہے۔

کسی جماعت یا اتحاد کی دنیوی ترقی اور کامیابی کے لیے جو امور سنہری اصول کی حیثیت رکھتے ہیں، ان کا لحاظ رکھنا بہت اہم اور ضروری ہے، مثلاً:

www.banuri.edu.pk

رہا ہے، ۱۰% جہاد کی مختلف سکلیں ہیں، ہم جہاد جاری رکھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ: اس اتحاد میں تبلیغی جماعت اور خانقاہوں کو بھی شامل کیا جائے، انہوں نے اس اتحاد کو مبارک اور وقت کی ضرورت قرار دیا۔

مولانا قاری محمد حنیف جالندھری جنرل óٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان نے اپنے بیان میں فرمایا کہ آج کا اجلاس اپنے محاسبہ کا اجلاس ہے، جن لوگوں کو باہم رفیق ہونا چاہیے تھا، وہ فریق بن چکے ہیں۔ باہمی فاصلے' فیصلوں پر اثرانداز ہیں۔ ہم اپنی ذمہ داریاں نہیں نبھارہے، حالات کے ہم خود ذمہ دار ہیں، ہم Ë جانوں سے محروم ہوچکے ہیں۔ اتحاد کے لیے دو چیزیں نہایت ہی ضروری ہیں: ا:......اخلاص ،۲:......تواضع ۔ اصاغر کو اکابر کی اتباع میں چلنا ہوگا، نہ یہ کہ اصاغر' اکابر کو اپنے پیچھے چلانے کی کوشش کریں۔ آج سب لوگ اس اجلاس کی کامیابی کے لیے دعا گو ہیں، بھی وقفہ اجلاس میں دو رکعت نماز صلوٰۃ الحاجات پڑھ کر کامیابی کے لیے دعا مانگنی چاہیے۔

ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں جنرل óٹری اہل ا ¤ واßعت نے کہا کہ: دنیا بھر کے مظلوم سنی مسلمانوں کے لیے پرامن جدوجہد کرنی چاہیے اور ان کے لیے آواز اٹھانا چاہیے، ہم سب سے زیادہ نشانہ پر ہیں، لیکن شیخ الہند کی روحانی اولاد ان چیزوں سے گھبرانے والی نہیں۔ انہوں نے کہا کہ: ہم میں سے ہر ایک کی تکلیف سب کی تکلیف ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہر جماعت کے مزاج و مذاق کی رعایت رکھی جائے، جمعیت، تبلیغی جماعت، ختم نبوت، وفاق المدارس کے پروگراموں میں ہر ایک کے مزاج و مذاق کے مطابق شرکت کرنی چاہیے۔ ایسے ہی اہل ا ¤ واßعت کے مذاق و مزاج کی بھی رعایت رکھی جائے۔ انہوں نے کہا کہ: ہماری جماعت کے بے شمار لوگ شہید کیے گئے، دو دو بھائی بھی ا N شہید ہوئے، ہم سب متحد ہیں۔

اجلاس میں متفقہ طور پر تمام مذہبی جماO ں اور اداروں کے سربراہوں پر سپریم کونسل کی تشکیل کا اعلان کیا گیا، جس کی سربراہی جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے سربراہ اور شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر صاحب کے سپرد کی گئی جو مذکورہ بالا آٹھ نکات کے لیے جملہ جماO ں اور اداروں کو متحد کرکے جدوجہد آگے بڑھائیں گے۔

اس کے علاوہ اس اجلاس میں ایک گیارہ رکنی رابطہW بنانے کا بھی Œ کیا گیا جس کے سربراہ حضرت مولانا سید عطاء المؤمن شاہ صاحب بخاری ہوں گے، جو سپریم کونسل کی راہ نمائی میں اس کے طے کردہ لائحہ عمل اور طریق کار پر عمل درآمد کے لیے ضروری امور سرانجام دے گی اور دیگر مسالک کی جماO ں کے قائدین سے بھی رابطہ کرے گی۔ یوں یہ اجلاس حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

ان تمام جماO ں کا اس ایجنڈے پر متحد و متفق ہونا نہ صرف دینی، سیاسی و مذہبی طبقہ کے لیے ایک

www.banuri.edu.pk

بہت بڑی خوش خبری اور خوش آئند اقدام ہے، بلکہ یہ پوری پاکستانی قوم کی آواز بھی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس اتحاد کو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے اور دشمنوں وشریروں کے شر سے اس کی حفاظت فرمائے۔

کسی جماعت یا اتحاد کے لیے کن باتوں کو اہمیت ہونی چاہیے یا اس کے کیا راہنما اصول اور مختصر دستور العمل ہونا چاہیے، اس بارہ میں محدث العصر حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں:

''۱:......شورائیت: کسی بھی قسم کا دینی، دنیاوی یا سیاسی قدم اٹھائیں تو اہل خیر وصلاح اور اہل دانش وخرد سے مشورہ کیے بغیر نہ اُٹھائیں اور اہل شوریٰ میں سے ہر شخص نہایت اخلاص کے ساتھ فی ما بینہٗ وبین اللہ اپنا مشورہ دے، اپنی بات منوانے کی فکر نہ کرے، نہ اپنی رائے پر خواہ مخواہ کا اصرار کرے، اگر صحیح اسلامی شوریٰ پر عمل کیا جائے تو ان شاء اللہ! بہت سی گمراہیوں اور فتنوں کا سد باب ہوسکتا ہے، ان سب میں بڑا فتنہ عجب اور اعجاب بالرأی کا ہے۔ الغرض مخلصین کے لیے لازم ہے کہ اپنی رائے پر اصرار نہ کریں، بلکہ اپنی رائے کو متہم سمجھیں، مبادا اس میں نفس وشیطان کا کوئی خفی کید چھپا ہوا ہو۔

۲:......اعتدال: اگر پوری کوشش کے باوجود سب کی رائے متفق نہ ہوسکے اور اہل حق کی دو جماعتیں وجود میں آہی جائیں تو ہر جماعت اپنے کو قطعی حق پر اور دوسرے کو قطعی باطل پر نہ سمجھے، زیادہ سے زیادہ جس بات کی گنجائش ہے وہ یہ ہے کہ آدمی اپنے مؤقف کو ''صواب محتمل خطأ'' اور دوسرے کے مؤقف کو ''خطأ محتمل صواب'' سمجھے اور دونوں طرف سے برابر یہ خواہش رہنی چاہیے اور کوشش بھی کہ تمام اہل حق ایک کلمہ پر متفق ہوجائیں۔

۳:......حکایات وشکایات سے احتراز: آج کل پروپیگنڈے کا دور ہے، پروپیگنڈے کے کرشمہ سے رائی کو پربت اور تنکے کو شہتیر بنا کر پیش کیا جاتا ہے، غلط افواہیں اور جھوٹی خبریں پھیلا کر ایک دوسرے کے درمیان منافرت پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، جو شخص اس فتنہ سے محفوظ رہنا چاہتا ہے اس کے لیے ضروری ہے کہ جب تک کسی حکایت وشکایت کے صحیح ہونے کا پورا وثوق نہ ہوجائے، اس وقت تک اس پر کان نہ دھرے، نہ اس پر کوئی کارروائی کرے۔ امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہٗ سے لوگوں نے شکایت کی کہ ابن ملجم آپ کے قتل کا منصوبہ بنا رہا ہے اور قتل کی دھمکیاں دیتا ہے، آپ اسے قتل کرادیجئے، فرمایا: ''کیا میں اپنے قاتل کو قتل کردوں''؟

اسی طرح اس قسم کی حکایات وشکایات کو نقل کرنا بھی امت کو فتنے میں ڈالنا ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو اسی قسم کے فتنوں کے بارے میں ہدایت فرمائی تھی:

''ستکون فتنٌ، القاعد فیها خیر من القائم، والقائم فیها خیر من الماشي، والماشي فیها خیر من الساعي''۔ (صحیح البخاری، کتاب الفتن، ج:۲، ص:۱۰۴۸، ط: قدیمی)

’’بہت سے فتنے ہوں گے، ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔‘‘

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے:

’’النائم فیها خیر من الیقظان والیقظان فیها خیر من القائم‘‘۔ (الصحیح لمسلم)

’’جو اُن میں سورہا ہوگا وہ جاگنے والے سے بہتر ہوگا اور جو جاگ رہا ہوگا وہ اُٹھنے والے سے بہتر ہوگا۔‘‘

ہر شخص کو کوشش کرنی چاہیے کہ میرے کسی قول وعمل سے امت کے درمیان افتراق کی خلیج وسیع نہ ہو، نیز اہل حق کو اس بات سے چوکنا رہنا چاہیے کہ اہل باطل ان کے درمیان اختلافات کو ہوا دے کر اپنا اُلو سیدھا نہ کرسکیں۔ جب اہل حق آپس ہی میں لڑنے لگتے ہیں تو اہل باطل کے لیے میدان صاف ہوجاتا ہے، اس لیے اہل حق کو اہل باطل کے ہاتھ کا کھلونا نہیں بننا چاہیے کہ جوش میں اپنوں ہی کو بدنام کرنے لگیں، افسوس ہے کہ مسلمانوں میں سب سے بڑا مرض یہی ہے کہ اپنوں سے بدگمانی رکھیں گے اور حق کے نام پر اہل حق سے لڑیں گے لیکن اہل باطل کے ساتھ مسامحت اور رواداری برتی جائے گی، اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے۔

۴:...... اکرام واحترام: ایک مسلمان اللہ ورسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنے کی وجہ سے اکرام واحترام کا مستحق ہے اور ہماری باہمی رنجشوں سے اس کے احترام کا حکم منسوخ نہیں ہوجاتا۔ سنن ابوداؤد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے کہ:

’’إن من إجلال اللّٰہ تعالٰی إکرام ذی الشیبة المسلم وحامل القرآن غیر الغالی فیه والجافی عنه وإکرام السلطان المقسط‘‘۔ (مشکوٰۃ، کتاب الآداب، ج:۲،ص:۴۲۳)

تین چیزیں اللہ تعالیٰ کی تعظیم میں داخل ہیں: سفید ریش مسلمان کی عزت کرنا، حامل قرآن کی عزت کرنا، جو نہ قرآن میں غلو کرے نہ بے پروائی کرے اور عادل حاکم کی عزت کرنا۔

بہرحال اختلاف کی بنا پر کسی بھی مسلمان کی ہتک عزت جائز نہیں اور خاص طور پر علمائے دین کی بے حرمتی کرنا تو بہت ہی بری بات ہے۔ کوئی مخلص عالم دین ایک رائے رکھتا ہو تو اس پر سب وشتم کرنا اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے انتقام کا نہایت خطرہ ہے، ایسا شخص مخذول اور بے توفیق ہوجاتا ہے اور ایمان کی سلامتی مشکل ہوجاتی ہے۔‘‘ (بصائر وعبر، جلد اول، ص:۱۰۶،۱۰۷، ط: مکتبہ بینات)

اگر ان اصولوں اور باتوں کو ہمیشہ مدنظر رکھا گیا اور اس کے مطابق عمل وکوشش کی گئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ! کامیابی مقدر ہوگی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی مدد ونصرت ہمارے شامل حال رہے گی۔

أللّٰھم انصر مَن نصر دینَ سیدِنا محمدٍ صلی اللّٰہ علیه وسلم واجعلنا منھم

وصلی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقهٖ سیدنا محمد وعلٰی آلهٖ وصحبهٖ أجمعین